قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الہام مسیح موعود

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

ہفتہ میں دوبار شائع ہوتا ہے

قیمت [illegible]

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعودؑ)

جلد ۵ | ۷ جولائی ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ | نمبر ۲

Digtized by Khilafat Library

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

بحمد اللہ حضرت امام اولوالعزم بخیر و عافیت ہیں اور شب و روز مہمات دینی میں مصروف ؛

آج کل حضرت خلیفۃ المسیح چھ رکوع کا درس روزانہ تو مسجد اقصیٰ میں بوجہ رمضان فرماتے ہی ہیں جسکی قبل ازیں اطلاع دیجا چکی ہے۔ علماء جماعت بھی دینی علوم کے نشر میں مصروف ہیں۔ چنانچہ مولانا روشن علی صاحب مسجد مبارک میں صبح کی نماز کے بعد درس قرآن فرماتے اور درس کے بعد حضرت اقدس کے عربی قصائد پڑھاتے ہیں جسمیں اچھے اچھے ذی استعداد لوگ شامل ہوتے ہیں۔

دار العلوم میں نماز ظہر سے قبل جناب مولوی شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم (سابق سردار جگت سنگھ) بخاری کا درس دیتے ہیں

اخبار احمدیہ

درخواست اخبار اس عنوان کے ماتحت جو درخواست پچھلے اخبار میں شایع ہوئی تھی۔ اُسے پڑھتے ہی حضرت ام المومنین نے مبلغ للعہ روپے برائے قیمت اخبار اٹھ ماہ دفتر میں بھیجدیئے ہیں۔ پہلے ہی پرچہ سے درخواست کنندہ صاحب کے نام اخبار جاری کر دیا گیا ہے ؛

بیعت خلافت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اپنی کسی شامت اعمال کے باعث میں ایک غلطی میں مبتلا ہو کر اخبار پیغام لاہور میں اپنی فسخ بیعت کا اعلان کر چکا ہوں۔ لیکن میں اپنے اس کئے پر سخت نادم اور پشیمان ہوں۔ اور اب میں اس گناہ کا اقرار کرتا ہوا .... اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ حضور والا بھی میرے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطا فرماوے۔ اور مجھے بدستور زمرہ مریدین تصور فرمایا جاوے یا نئے سرے میری بیعت منظور فرمائی جاوے۔ ایک روپیہ کے ٹکٹ ارسال حضور والا بطور صدقہ کے ہیں۔ حضور جہاں پسند فرماویں۔ خرچ کر دیں ؛

خاکسار غلام رسول درزی احمدی چوک کلاں (گوجرانوالہ)

غیر مبائعین پشاور کی حالت۔ سچ ہے کہ ایک نیکی دوسری نیکی کا باعث اور ایک بدی دوسری بدی کا موجب ہوا کرتی ہے۔ جناب قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاور سے لکھتے ہیں کہ یہاں کے غیر مبائعین اکثر مرتد ہو گئے ہیں۔ "غیر احمدیوں کے خلف میں عام طور پر اقتدیٰ الصلوٰۃ کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

ولادت بہادر فیض احمد صاحب چک ۷۶ کے ہاں ۵ رجب

نظم

لیل و نہارِ قادیان

دیدنی ہے آج کل لیل و نہارِ قادیاں
لے رہا ہے لطف کیا کیا روزہ دارِ قادیاں

اک بجے فیروز کی آواز سے اٹھ بیٹھنا
اور مسجد میں نظر آنا بہارِ قادیاں

قاری صاحب چھیڑتے ہیں نغمۂ دلکش وہاں
مست ہو ہو جاتا ہے ہر میگسارِ قادیاں

کوئی دو گھنٹے "تہاجی" اپنے معمول سے ہوئی
اور واپس آئے اصحاب کبارِ قادیاں

گھر میں جو سامانِ سحری تھا اُسے کھایا پیا
اور اذاں دینے لگا "عبد الغفارِ قادیاں"

بس وضو سارے ہوئے دوڑے نمازِ فجر کو
سنتیں پڑھتے ہی آیا شہریارِ قادیاں

حُسنِ یوسف۔ لحن داودی نے بیخود کر دیا
اے سر و جان و دلم باشد نثارِ قادیاں

جس کی گلیوں میں پھرا آقا مرا مولیٰ مرا
سُرمہ آنکھوں کا بنالوں میں غبارِ قادیاں

رکعتیں دو ہو چکیں روشن علی حق کے ولی
درسِ قرآں سے بنے رنگِ بہارِ قادیاں

تین گھنٹے سے زیادہ لطف کی صحبت رہی
اور ادھر جاری ہوا پھر کاروبارِ قادیاں

پڑھنے والے اپنے اپنے مکتبوں میں جمع ہیں
کرتے ہیں کسبِ علوم پُر ثمارِ قادیاں

ایڈیٹر اخبار کی ترتیب میں ہیں منہمک
دفتروں والے بھی ہیں خدمت گزارِ قادیاں

الغرض پیشہ کسی کا جو بھی تھا کرنے لگا
دست در کار است لیکن دل بیارِ قادیاں

دوپہر ہونے کو آئی پیاس کی شدت ہوئی
اور سستانے لگے کچھ روزہ دارِ قادیاں

دی مؤذّن نے ندا مسجد میں آؤ دوستو!
یاں بُلاتا ہے تمہیں پروردگارِ قادیاں

حاضرِ دربار ہو کر عرض جو کرنی تھی کی
اور قرآں کھول کر بیٹھے خیارِ قادیاں

طالبانِ دید کو مژدہ۔ بصد غنج و دلال
جلوہ افروزِ دبستاں ہے نگارِ قادیاں

تشنگانِ آبِ عرفاں کو یہ خوشخبری کہ ہے
چشمۂ کوثر سے جاری آبشارِ قادیاں

جام بھر بھر کر پلائے گا تمہیں ساقی مرا
اور بھی بڑھ جائیگا جس سے وقارِ قادیاں

مسجدِ اقصےٰ میں آئے صائمین و صائمات
تا سُنیں درسِ کلام کردگارِ قادیاں

سخت گرمی ہے تپش ہے حبس سے گھمسان ہے،
دیدنی ہے ذوق و شوقِ دیندارِ قادیاں!

پھُول سے چہرے ہیں کملائے ہوئے لیکن تمام
ہیں خوش و خرم فدائے افتخارِ قادیاں

کیا بتاؤں چار گھنٹے تک سُنا کانوں نے کیا
مست و بیخود ہو گیا ہر ہوشیارِ قادیاں

نشۂ جامِ مئے عرفاں یونہی بڑھتا رہے
حشر تک یا رب نہ کم ہو یہ خمارِ قادیاں

رُوحِ عیسیٰ چرخ چارم سے پکاری وجد میں
مرحبا ابنِ مسیح نامدارِ قادیاں

وقتِ افطار آ گیا مقصود اپنا پا گیا
ہر دلِ پاکیزہ و تقویٰ شعارِ قادیاں

برف کی خاطر ہجوم دوستاں اسکے سوا
گرم بازاری ہر دو کاندارِ قادیاں

بعد مغرب کے عشاء کا وقت جب آیا تو پھر
ہے وہی قرآن کی قرأت مدارِ قادیاں

یعنے مسجد نور میں سُلطان حامد پڑھتے ہیں
اور "اقصیٰ" میں وہی "روشن" ہزارِ قادیاں

ختم ہوتا ہے قیام ان کا جو آدھی رات کو
"مبارک" میں کھڑے ہونگے خیارِ قادیاں

یُوں بسر ہوتی ہیں راتیں یُوں گذرتے ہیں دن

دیکھ لو دکھلا دیا لیل و نہارِ قادیاں

یہ جماعت کی ہے حالت اب ذرا اپنی سُنا!
او خطا کارِ زماں! او شرمسارِ قادیاں

داغِ حسرت کے سوا سینے میں ہے کچھ اور بھی
تجھ سے بڑھ کر بھی ہے؟ کوئی ورعارِ قادیاں

کل حریفِ کدمنے تجھ پہ کیا فتویٰ دیا
اے کہ بنتا ہے زباں سے جاں نثارِ قادیاں

خیر جو کچھ بھی ہوں میں۔ ہوں تو اسی کا جو کہ ہے
جانِ عالم۔ سیّد والا تبارِ قادیاں

واعظِ بدخو نے ناحق وقت کو ضائع کیا
اس کو کیا معلوم قدر و اقتدارِ قادیاں

زاہدِ حجرہ نشیں کو ہے عبث عُجب و غرور
کون؟ اکمل سے ہے بڑھکر دلفگارِ قادیاں

تلاشِ عزیز

میرے ایک محترم رشتہ دار کا لڑکا جس کی عمر گیارہ سال۔ رنگ گورا۔ چہرہ گول۔ آنکھیں نیلی اور نام عبد الرحمٰن ہے گم ہو گیا ہے۔ والدین اور دیگر رشتہ دار سخت اضطراب میں ہیں۔ اگر کسی صاحب کو کہیں اس حلیہ کا لڑکا ملے تو وہ اسے اپنی تحویل میں لے کر براہ کرم مجھے یا مرزا **سلطان احمد صاحب احمدی پٹی ضلع لاہور** کو بہت جلد اطلاع بخشیں۔ بڑی نوازش اور مہربانی ہوگی ٭ خاکسار غلام نبی (بلانوی) قادیان

وی پی واپس کرنیوالے

جلد ۵ نمبر ا بہت سے احباب کے نام شتماہی یا سالانہ قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جا رہا ہے۔ اسلئے ممکن ہے کہ بعض دوستوں کو یہ پرچہ نمبر ۲ کے ساتھ یا اسکے بعد ایک دو روز میں ملے۔ جو صاحب وی پی واپس کرینگے۔ ان کے نام کا پرچہ اسوقت تک امانت رہیگا۔ جب تک کہ وہ قیمت بذریعہ منی آرڈر نہ بھیجدیں۔ اطلاعاً عرض ہے۔ دوم۔ احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ میاں حشمت شعلہ ۱۲ ر۔ انوار خلافت ۱۰ ر۔ القول المحمود بجواب مولوی محمد احسن صاحب امروہوی) کی اشاعت میں کوشش کریں۔ اور خریدار بنائیں

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

الفضل

قادیان دارالامان - ۷ جولائی ۱۹۱۷ء

اسلام کثرت افراد کو کسی مذہب کی صداقت کی دلیل نہیں سمجھتا

(نمبر ۱)

اقوام عالم کی حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قوم اسی طریق پر چلنا اپنی کامیابی سمجھتی ہے کہ اس قوم کے افراد کی تعداد زیادہ ہو۔ جس قوم کی حالت پر غور کرو۔ تو یہی نظر آئے گا کہ اس نے اپنی تعداد کو بڑھانے کے لئے عجیب عجیب راہیں تجویز کی ہیں۔ مثلاً جو قوم سیاسی طور پر اپنی کوئی بات کسی گورنمنٹ سے منوانا چاہتی ہے وہ بہت سے غیر اقوام کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ضروری سمجھتی ہے باوجودیکہ غیر کے انکو اپنا جزو قرار دے۔ بڑی تعداد کا ہونا کوئی معیوب امر نہیں۔ معیوب بات یہ ہے کہ اگرچہ ہر قوم یا ہر انجمن اس بات میں کوشاں ہے کہ اس کے معاونین زیادہ ہوں لیکن اس بات کی طرف کسی قوم کو کم توجہ کرتے دیکھا ہو گا کہ قوم جو اپنی تعداد کو بڑھا بڑھا کر دکھا رہی ہے آیا ان افراد میں وہ روح بھی پھونک رہی ہے۔ جو اس کا مقصد و مطلب ہے۔ ان انجمنوں یا قوموں کو کبھی یہ خیال بھی نہیں آتا۔ کہ ہم ان لوگوں کو دیکھیں۔ اور ان کے اندرونوں کو ٹٹولیں کہ کیا یہ لوگ فی الحقیقت ہماری اس تحریک سے محبت رکھتے ہیں یا نہیں۔ ان کو صرف اسی بات کا خیال رہتا ہے کہ ان کی تعداد زیادہ ہو۔ تاکہ لوگوں پر ان کا اثر پڑے۔ کسی کو ان کی کثیر التعداد کو دیکھتے ہوئے ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو۔ ان کو اسبات کے معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ ہم میں کھوٹے کتنے ہیں۔ اور کھرے کتنے۔ وہ اسپر خوش ہیں کہ یہ جو مشہور ہے کہ ان کا تعلق فلاں قوم سے ہے یا یہ کہ فلاں مذہب کے پیرو ہیں۔ یورپ کے لاانتہا، لوگ اس قسم کے ہیں۔ جو عیسویت کے دلدادہ نہیں۔ مگر تاہم ہندوستان کے عیسائی اس پر خوش ہیں کہ وہ عیسائی یورپ کے باشندے ہیں۔

غرض کسی قوم یا مذہب نے اسبات پر توجہ نہیں کی کہ ہم اچھے اور بُرے میں کوئی امتیاز قائم کریں۔ اور اچھوں سے جوڑیں۔ اور بروں کو بالکل اپنی قوم سے الگ کر دیں۔ اور اس بات کا خیال تک بھی دل میں نہ آنے دیں۔ کہ اگر ہم ان کثیر التعداد لوگوں کو اپنے اس مذہبی یا قومی دائرہ سے خارج کر دینگے۔ تو ہمارا اثر کم ہو جائیگا بلکہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ہمیشہ اس بات کی ہی کوشش کیا کرتے اور کہا کرتے ہیں کہ ان اختلافات کو بھی رہنے دو۔ مگر فلاں کام مل کر کرو یا یہ کہ اختلاف ہوا کرے مگر آپس میں اتفاق ہونا چاہیئے۔ لیکن سوال ہے کہ یہ ہو ہی کیسے سکتا ہے کہ جو شخص اس طریق سے دور ہے جسپر ہم ہیں پھر ہم اس کے ساتھ مل جائیں۔ اور کوئی کام کریں اور وہ کام نتائج بھی اچھے پیدا کرے ⁂

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو اسبات کی پروا نہیں کرتا کہ اسکے پیرو کہلانے والوں کی تعداد زیادہ ہو۔ خواہ وہ کسی ہی قسم کے لوگ کیوں نہ ہوں۔ تمام دیگر مذاہب اور اسلام میں یہ ایک فرق عظیم ہے۔

اسلام ہرگز اس بات کا روادار نہیں کہ لوگ مسلمان کہلائیں۔ اور ان میں وہ باتیں نہ پائی جاتی ہوں۔ جو اسلام نے اپنے پیرؤوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ اسلام ان لوگوں سے قطعاً بیزار ہے۔ جو آیات اللہ کی تضحیک کرتے اور ان کو نظر استخفاف سے دیکھتے ہوں۔ اور دین کو بجائے قابل تقلید سمجھنے کے اسپر ہنسی کریں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

یاایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوًا و لعبا من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم و الکفار اولیاء و اتقوا اللّٰہ ان کنتم مؤمنین (۵ - ۶۲)

اے ایمان والو! ان سے مت تعلقات دوستانہ پیدا کرو۔ جنہوں نے دین کو ٹھٹھا اور کھیل بنا رکھا ہے خواہ وہ کسی پہلی کتاب کے ماننے والے ہوں یا وہ لوگ ہوں جو کوئی آسمانی کتاب نہیں رکھتے۔ اللہ کا تقوی اختیار کرو۔ اگر تم فی الواقعہ مومن ہو ⁂

اسلام اپنے متبعین سے چاہتا ہے کہ ان میں اخلاص ہو۔ اور وہ دین کے لئے اپنی ہر ایک چیز قربان کر ڈالیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

یاایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللّٰہ ولا یخافون لومۃ لائم ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء۔ واللّٰہ واسع علیم ٥ (۵ - ۵۹)

اے لوگو! جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہو۔ سنو! جو شخص تم میں سے اسلام سے پھر جائے گا (اسکی کوئی پروا نہیں کی جائے گی۔ بلکہ اسکے بدلہ میں) عنقریب خدا ایک ایسی قوم لائے گا۔ جو خدا سے محبت کریگی۔ اور خدا اس سے محبت کریگا۔ وہ مومنوں کے سامنے منکسر المزاج اور کفار کے مقابلہ میں خود دار اور ایک شان کے ساتھ پیش ہوگی اللہ کی راہ میں کوشش کریگی۔ اور وہ لوگوں کی لعنت و ملامت سے نہیں ڈریگی۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا اور بڑا جاننے والا ہے ⁂

غرض اسلام اس بات کا ہرگز روادار نہیں کہ کوئی شخص مسلم کہلائے۔ اور اس میں شان اسلامیت نمایاں نہو ⁂

نبیوں اور ان کے غیروں میں یہ بھی ایک امتیاز ہے کہ انبیاء اسبات کی پرواہ نہیں کیا کرتے کہ ان کے متبعین کی تعداد دنیا کے مقابلہ میں کیا ہے۔ بلکہ وہ اسبات کو دیکھا کرتے ہیں کہ ان کی عملی حالت کیا ہے۔ وہ لوگوں پر اپنی تعداد کے لحاظ سے اثر نہیں ڈالا کرتے۔ کیونکہ ان کی کامیابی کا مدار کثرت افراد پر نہیں۔ بلکہ ایک اور اعلیٰ و ارفع ہستی پر ہوتا ہے۔ جسکو خدا کہتے ہیں۔

قرآن پاک صاف لفظوں میں فرماتا ہے۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللّٰہ واللّٰہ مع الصّٰبرین (۲ - ۲۰۰)

کتنے ہی چھوٹے گروہ ہیں جو بڑے گروہوں پر غالب

سکتے ہیں۔ اللہ کے حکم سے اور اللہ نیکی پر قائم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔

مطلب اس آیت شریفہ کا یہی ہے کہ کسی قوم یا کسی مذہب کی کامیابی کا انحصار افواج کی بھرتی پر نہیں۔ بلکہ محض تائید ایزدی پر ہے۔

پس انبیاء علیہم السلام کا گروہ جن کی ہر رگ و پے میں خدا ہی خدا سمایا ہوتا ہے۔ کب اپنی نظروں کو خدائے قادر و مقتدر کی طرف سے ہٹا کر مخلوق خدا کی قوت بازو پر تکیہ اور اعتماد رکھ سکتے ہیں۔

جناب حائری صاحب کے ایک تحریر کے مطالبہ کے متعلق

کسی گذشتہ پرچہ میں ہم نے جناب حائری صاحب سے اس تحریر کے شائع کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ جس کے متعلق انہوں نے لکھا تھا کہ:-

"ایک مشہور مشنری واعظ مرزائی کی دستخطی تحریر میرے پاس یا یں غرض آئی ہے کہ اگر میں اس کو شیعوں سے کچھ معقول ملازمت دلا دوں تو وہ آج مرزائی مذہب سے دست بردار ہو کر شیعہ مذہب کو اختیار کر کے اشاعت عقاید امامیہ اثنا عشریہ اور خدمت شیعہ کالج کے لئے تیار ہے۔"

اب چاہیئے تو یہ تھا کہ حائری صاحب خود ہمارے اس مطالبہ کو پورا کرتے۔ اور "ایک مشہور مشنری واعظ مرزائی" کی دستخطی تحریر شایع کر کے اپنی صدق گوئی اور راست بازی کا ثبوت دیتے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکے۔ البتہ ایڈیٹر صاحب ذوالفقار نے حق نمک ادا کرنے کے لئے ان کی بجائے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ خیر اگر حائری صاحب کو مرد میدان بننے کی جرأت نہیں۔ اور طویلے کی بلا بندر کے گلے ڈالنا چاہتے ہیں۔ تو ڈالیں۔ ہمیں اپنے مطلب سے مطلب ہے۔ لیکن افسوس کہ ایڈیٹر صاحب ذوالفقار اپنی "سرکار شریعت مدار" کی قائم مقامی کا حق ادا کرنے سے بھی چھوٹ رہے ہیں۔ اور نامعقول عذرات پیش کر کے اس مطالبہ کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"ہم بڑی خوشی سے وہ اصل خط دستخطی کسی آیندہ اشاعت میں شایع کر دینگے۔ مگر بہتر ہے کہ جملہ جرائد مرزائیہ اور خاصکر ہمارے دوست ایڈیٹر صاحب پیام صلح بھی مطالبہ تحریر مذکور ہم سے فرمادیں۔"

معلوم نہیں۔ جب ایڈیٹر صاحب ذوالفقار "بڑی خوشی سے وہ اصل خط دستخطی" شایع کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو پھر ہمیں "کسی آیندہ اشاعت" کے غیر محدود زمانہ تک کے انتظار کی زحمت کیوں دینا چاہتے ہیں۔ اور کیوں وہ جلد سے جلد اسے شایع نہیں کر دیتے کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ:-

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

پھر "جملہ جرائد مرزائیہ اور خاصکر ہمارے دوست ایڈیٹر صاحب پیام صلح بھی مطالبہ تحریر مذکور ہم سے فرمادیں" کے لکھنے کی ضرورت سمجھنے سے بھی ہم قاصر ہیں۔ اگر بجائے اسکے ایڈیٹر صاحب یہ لکھ دیتے۔ کہ جب تک تمام احمدیوں کے دستخطوں کے ساتھ ایک درخواست تیار ہو کر ہمارے حضور پیش کی جائے اس وقت تک ہم اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو ایک بات بھی تھی۔ کیونکہ آپ "سرکار شریعت مدار" کی بلند و بالا کرسی پر رونق افروز تھے۔ جس کی شان اس کی متقاضی تھی۔ لیکن اب جبکہ صرف "جملہ جرائد مرزائیہ" کو "مطالبہ تحریر مذکور" کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو اس کی حکمت اور مصلحت سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔ اور جب تک ہمیں اس سے آگاہ نہ کیا جائے۔ اس وقت تک ہم بلا وجہ اور بلا ضرورت "جملہ جرائد مرزائیہ" کو کسی قسم کی تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ ہاں ایڈیٹر صاحب پیام صلح کو خاص طور پر مطالبہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس طرف ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔

ایڈیٹر صاحب ذوالفقار نے ہمارے اس مطالبہ پر جہاں اور بہت سی مضطربانہ حرکات کا اظہار کیا ہے۔ وہاں ہم سے نہ صرف اپنی بلکہ تمام شیعوں کی سچائی اور راست بازی کا دوامی معاہدہ بھی لکھوانا چاہا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"کیا ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب الفضل کے آیندہ اشاعت میں یہ اقرار شایع فرمائینگے کہ مذکورہ خط اور اس کے محرر کے نام اور پتہ کے شایع کر دینے پر وہ شیعوں کو ہمیشہ کے لئے امین اور صادق القول مان لینگے۔"

یہاں ہم ایڈیٹر صاحب ذوالفقار کی قومی ہمدردی اور محبت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ جب ان کو ہم سے اپنے امین اور صادق القول ہونے کا اقرار نامہ لکھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو انہوں نے تمام شیعوں کو اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ لیکن افسوس کہ ہم اسکے لئے تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی موجودہ حالت اجازت نہیں دیتی) اور آیندہ کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔

ہاں اگر وہ مذکورہ بالا تحریر شایع کر دیں۔ اور جیسا کہ جناب حائری صاحب نے لکھا ہے۔ وہ تحریر واقعہ میں "ایک مشہور مشنری واعظ مرزائی" کی ہوئی اور وہ "مرزائی حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مانتا اور یقین کرتا ہوا کیونکہ بقول ایڈیٹر صاحب ذوالفقار اس کی تحریر کو "علامہ حائری صاحب قبلہ نے نتیجہ کے طور پر نہایت بطل نبوت باطلہ مرزا صاحب قادیانی" پیش کیا ہے۔ تو ہم اسقدر مان لینگے۔ کہ اس تحریر کا حوالہ دینے میں حائری صاحب نے صداقت اور دیانت سے کام لیا ہے۔ لیکن اگر اس تحریر کا محرر "مشہور مشنری واعظ مرزائی" نہ ہوا۔ یا اگر وہ اپنے آپ کو مرزائی کہلاتا ہوا حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا قائل نہ ہوا۔ اور آپ کو اسی طرح کا نبی اعتقاد نہ کرتا ہوا جس طرح کے پہلے انبیاء ہیں۔ تو پھر ہمیں اپنے صادق القول اور امین ہونے کا اقرار کرنے سے معذور سمجھئے۔

کیا ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ آپ اپنے بیان کردہ امور کی تصدیق کے لئے مذکورہ بالا تحریر کو معہ محرر کے نام اور پتہ کے جلدی شایع فرما دینگے۔

ہندوستان سے باہر رہنے والے خریداران الفضل کو نوٹس

بہت سے ایسے احباب ہیں جن کا چندہ سالانہ کئی مہینوں سے ختم ہو چکا ہے مگر میدان جنگ میں یا دور ہونے کی وجہ سے ان کے نام سے اخبار بند نہیں کیا گیا۔ ان سب کی خدمت میں گذارش ہے کہ جن کے نام بقایا نہیں وہ پیشگی بھجوا دیں جن کی اطلاع

ہمارے جواب سوال نمبر دوم پر نظر اور اسپر نظر تنقید

(از جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی)

اے تعصب! تیرا ستیاناس۔ اور اے بغض و عناد تو برباد ہو کہ بہت سی بینا آنکھیں تجھ سے نابینا اور بہت سے شنوا کان تجھ سے بہرے اور بہت سی گویا زبانیں تیری وجہ سے گونگی ہیں۔

کیا تو ہی وہ بلا نہیں جس نے پیام کے ایڈیٹر کو بدحواس اور اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اور کیا تو ہی وہ بھوت نہیں جس نے اس ابلہ انسان کو یتخبط الشیطان من المس کا مصداق بنا دیا۔ دیکھ تیری شامت سے وہ کس طرح سے آوارۂ دشتِ ضلالت اور بیچارۂ تیہِ جہالت ہو رہا ہے۔ نمونہ کے طور پر اسکے بعض عوارض کا ذکر مع علاج و مداوا پیش کیا جاتا ہے شاید وہ۔ اور وہ نہ سہی تو کوئی اور ہی سعید روح فائدہ اٹھائے ؎ لنا ذاقتہ بالناس عند الصواعق۔

قولہ :- "میاں صاحب فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب کو اپنی نبوت کی سمجھ آگئی تھی۔ جس کا ظاہر ہے کہ یہ لازمی نتیجہ ہونا چاہیئے تھا کہ اسی وقت سے آپ اپنے کل نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے۔ مگر اس کے خلاف آپ سنہ ۱۹۰۲ء میں بعض غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ جائز قرار دیتے ہیں"

اقول :- میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق جو کچھ کہا۔ اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ وہی کہا۔ جو حضرت ممدوح نے اپنی مختلف تحریروں میں بیان فرمایا۔ اگر شک ہو۔ تو حقیقۃ الوحی کی ذیل کی عبارت کو پڑھو اور غور سے پڑھو۔ حضور فرماتے ہیں :-

"خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا۔ جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا۔ تو میں نے اسکے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں۔ مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں بات یہی ہے۔ جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے"

اب اے حق کے طالبو! اور سچائی کے پیاسو! اور اصلیت کے متلاشیو۔ فقرات مذکورہ بالا کو پڑھو خصوصاً فقرات خط کشیدہ کو غور سے پڑھو۔ کہ ان میں تمام جھگڑوں کا فیصلہ اور تمام اختلافات کی قضا اور حکمت ہے۔ اللہ! اللہ! انبیاء کی کیا مقدس ذات ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے ذرہ سی بھی چون و چرا کرنا ان کی پاک فطرت کے منشار کے سخت خلاف ہے۔ کیا پاک اور معصوم کلام ہے۔ جس میں طہارت باطنی بے نفسی اور سادگی کا ایک عالم نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب تک مجھ کو اسکی طرف سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا۔ جو اوائل میں میں نے کہا"۔ کیا مطلب یعنے خدا کی وحی میں نبی کا لفظ پا کر میں اسے جب تک کہ مجھے خدا کی بارش کی طرح وحی کے ذریعہ سے نبی کے صریح خطاب کے معنوں میں علم نہ دیا گیا۔ اسے صراحت کے خلاف سمجھ کر اشارہ کنایہ کی طرح بطور استعارہ اور مجاز ماؤل مانتا ہوا اپنے تئیں نبی کے معنوں میں بصراحت تامہ قبول کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کے الہامات اور الفاظ وحی میں کوئی تناقض اور اختلاف نہیں۔ بلکہ جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ "جب تک مجھ کو اسکی طرف سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا۔ جو اوائل میں میں نے کہا"۔ آپ کو لفظ نبی کی حقیقت کے مزید انکشاف اور مزید علم کی وجہ سے اپنے پہلے علم پر اضافہ ہوا۔ اور یہ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت انواع نبوت سے ایک جدید نوع کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی۔ جس سے پہلے اس قسم کی نوع نبوت ظہور میں نہ آئی تھی۔ کیونکہ پہلے انبیاء کی نبوت بلا واسطہ اور بلا کسی نبی کی اتباع اور استفاضہ کے ہوا کرتی تھی۔ اور گو پہلے انبیاء میں سے بعض شارع اور بعض غیر شارع نبی بھی ہوئے۔ اور بعض بعض کی نیابت اور خلافت کے لئے بھی آئے۔ لیکن تاہم ان میں سے کسی کی نبوت کسی دوسرے نبی کی اتباع اور اس کے افاضہ کا ثمرہ نہ تھا۔

اب جب آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین کا اعزاز اور امتیاز حاصل ہوا۔ جو آپ سے پہلے کسی نبی کو بھی نصیب نہ ہوا۔ تو آنحضرت کی شان ختمیت نے اپنے مابعد کے نبیوں کے لئے بھی اپنی جدت کی وجہ سے ایک جدت پیدا کر دی۔ وہ یہ کہ اب آپ کے بعد جب تک کوئی شخص آپ کی اتباع کے ذریعہ سے آپ کا امتی بنکر استفاضہ نبوت نہ کرے۔ نبی نہیں بن سکتا۔ یہ وہ بات ہے۔ جو پہلے انبیاء میں سے کسی نبی کی نبوت میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہی وہ بات ہے۔ کہ جب تک حضرت مسیح موعود کو اس کے متعلق مزید علم سے مزید انکشاف حاصل نہ ہوا آپ اپنی وحی میں لفظ نبی کو ماؤل مان کر اپنے تئیں صریح نبی کے خطاب سے علیحدہ سمجھتے رہے۔ اور الگ کرتے رہے لیکن جب جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ "جب مجھ کو اسکی طرف سے علم ہوا۔ تو میں نے اس کے مخالف کہا"۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم ہوا۔ کہ نبی کا لفظ کنایہ کے رنگ میں بلحاظ معنے نبوت بطور مجاز اور استعارہ ماؤل نہیں بلکہ اپنے اندر صراحت رکھتا ہے۔ تو حضور نے خدا کے اس علم کے بعد اپنے پہلے عقیدہ سے (کہ جس پر کچھ غیر مبائعین کا گروہ قائم ہے) الگ ہو کر اس دوسرے عقیدہ پر جو خدا کی بارش کی طرح وحی کے ذریعہ پیدا ہوا۔ اپنے تئیں قائم کیا۔ جس پر تا وقت وفات آپ قائم رہے اور جس پر آپ کے بعد آپ کے سچے جانشین حضرت خلیفہ اول رض حضرت خلیفہ ثانی اور آپ کی جماعت یعنی جماعت مبائعین قائم رہے۔ اور اب تک بفضل خدا قائم ہیں۔

اب بتاؤ اس تحریر کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب کو اپنی نبوت کی سمجھ آگئی تھی۔ یہ محض حضرت میاں صاحب کا قول ہے یا حضرت میاں صاحب کا یہ کہنا حضرت مسیح موعود کے اپنے بیان کی نقل ہے۔ جو آپ کی مختلف تصانیف سے ظاہر اور ثابت ہے۔ اب معترض کو چاہیئے کہ شرم و حیا سے کام لیکر اپنی غلطی اور الزام کو واپس لے۔ اور اخلاقی جرأت کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی اس صداقت کو قبول کرے۔ اور معترض کا یہ کہنا کہ چاہیئے تھا۔ کہ اسی وقت سے آپ اپنے کل نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب نے جب ایک طرف اپنے

تئیں نبی پیش کیا۔ تو دوسری طرف غیر احمدیوں کو کافر بھی قرار دیکر تحفہ گولڑویہ میں ذیل کی عبارت بطور فتوے کے شائع فرمائی جو یہ ہے۔ "پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو" اب دیکھو کہ حضرت مسیح موعود نے اگر سنہ ۱۹۰۱ء میں نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی فرمائی ہے۔ تو تحفہ گولڑویہ میں جو سنہ ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ اسکے ابتدا میں ہی غیر احمدیوں کے متعلق کافروں والے معاملہ کا فتوےٰ دیا ہے یا نہیں۔ حالانکہ اس فتوے سے پہلے غیر احمدیوں میں سے مکفر مکذب اور متردد تینوں قسم کے لوگ پہلے بھی موجود تھے۔ اور احمدی ان کے پیچھے نماز بھی پڑھا کرتے تھے۔ کیا نبوت کے متعلق تبدیلی عقیدہ کے بعد احکام کی تبدیلی سے پتہ نہیں لگتا۔ کہ غیر احمدیوں کو کافر قرار دیتے ہی ان کے پیچھے ترک نماز کا فتوےٰ دیا گیا۔

اب رہا جنازہ کا مسئلہ سو اس کے متعلق ذیل کے ارشادات مسیح موعود کافی ہیں۔ جنہیں سے بعض پیام کے بعض کالموں میں بھی نقل کئے گئے۔ دیکھو پیام مجریہ ۱۴ فروری سنہ ۱۷ء نمبر ۶۰ ص ۸ کالم ۳۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک منافق کو کرتہ دیا۔ اور اسکے جنازہ کی نماز پڑھی ممکن ہے کہ اسنے غرغرہ کے وقت توبہ کر لی ہو۔ مومن کا کام ہے کہ حسن ظن رکھے۔ اسی لئے نماز جنازہ کا جواز رکھا ہے کہ ہر ایک کی پڑھی جائے۔ ہاں اگر کوئی سخت معاند ہو یا فساد کا اندیشہ ہے۔ تو پھر نہ پڑھنی چاہیئے۔ ہماری جماعت کے سر پر فرضیت نہیں بطور احسان کے ہماری جماعت دوسرے غیر از جماعت کا جنازہ پڑھ سکتی ہے۔"
بدر جلد ۱ صفحہ ۳۰ مورخہ ۱۴ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

ایسا ہی دوسری ڈائری میں یہ الفاظ ہیں۔ "آنحضرت نے ایک منافق کا جنازہ پڑھا ہے۔ مگر وہ آپ ہی کے لشکر میں ملا جلا تھا۔ جہری مکذب نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کا اسوہ حسنہ اسی حد تک ہے کہ جب تک کچھ تصدیق کی بو ہو۔ ورنہ یہ کہیں ثابت نہیں کہ ابوجہل کا جنازہ آپنے پڑھا ہو یا ابوطالب کا ہی پڑھا ہو"

اوپر کی عبارت میں پانچ باتیں قابل غور ہیں:-

(۱) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک منافق کا جنازہ پڑھا۔ اور وہ آپ ہی کے لشکر میں ملا جلا تھا

(۲) ممکن ہے کہ اسنے غرغرہ کے وقت توبہ کر لی ہو۔

(۳) مومن کا کام ہے کہ حسن ظن رکھے۔

(۴) ہماری جماعت کے سر پر فرضیت نہیں یعنی نماز جنازہ بجائے خود فرض ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنا ہماری جماعت پر فرض نہیں۔

(۵) بطور احسان کے ہے۔ یعنی ایسی میت کے لئے جو کسی احمدی کی نماز جنازہ کو اپنے لئے بطور احسان کے پسند کرے۔ ایسا جنازہ بطور فرضیت نہیں ہو گا۔ بلکہ بطور احسان کے ہو گا۔ اور کسی احمدی کے اس احسان کا خواستگار ہونا خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ یہ ڈائری قلم بند ہوئی۔ اور جبکہ فتاویٰ کفر زور شور کے ساتھ اعلان پا رہے تھے۔ یہ کسی ایسے غیر احمدی سے نہیں ہو سکتا۔ جو ایک طرف تو احمدیوں کے متعلق کان سے فتاوی کفر کے سنے اور ساتھ ہی ان کی تکالیف اور اذیتوں کو بھی مشاہدہ کرے۔ اور پھر ایسی حالت میں باوجود غیر احمدی امام ہونے کے ایک احمدی کے جنازہ پڑھنے کا خواستگار بنے۔ بجز اس کے نہیں ہو سکتا کہ ایسے شخص کے دل میں کم از کم غیر احمدیوں کے مقابلہ میں احمدیوں کی محبت اور صداقت اور عظمت بڑھکر ہو۔ یا یہ کہ ایسی صورت پیدا ہو کہ وہاں احمدی ہی احمدی ہوں۔ جنمیں کوئی ایک غیر احمدی ہو۔ اور وہ مرتے ہوئے ان سے درخواست کرے کہ میرا جنازہ اور میرا کفن و دفن آپ لوگ کریں تو ان دو صورتوں میں سے صورت اول بجز تصدیق کے نہیں۔ اور صورت دوم ایک رسم کے طور پر ہے جو محض درخواست کی وجہ سے بطور احسانمندی کے ہوگی۔ ورنہ دعا جنازہ کے الفاظ یعنی اللّٰھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا میں تو صاف بتا دیا۔ کہ احمدی کی یہ دعا جنازہ خواہ غیر احمدی میت پر ہی کیوں نہ پڑھی جائے۔ اس میں ضمیر متکلم مع الغیر جو مضاف الیہ ہے۔ بجز احمدی مسلمانوں کے دوسرے کسی کو اپنے اندر شامل نہیں ہونے دیتی۔ اور نہ ہی اس صورت میں کسی غیر کے لئے مفید اور فائدہ بخش ہو سکتی ہے۔ بجز اسکے کہ ظاہری رسم کے طور پر غیر احمدیوں کو اس طریق سے بے معنی طور پر تسلی دیجائے کہ ایک احمدی نے غیر احمدی کا جنازہ پڑھا۔ لیکن الفاظ کی شہادت صاف بتلائیگی۔ کہ اس احمدی امام کی دعا جنازہ میں بجز احمدی مسلمانوں کے غیر احمدیوں میں سے ایک بھی شامل نہیں نہ ہی سامنے کی میت اور نہ پیچھے کھڑے ہونے والے مقتدی۔ اب جبکہ امر واقع اور حقیقت اصلیہ یہ ہے تو ایسے لوگوں پر کسقدر افسوس ہے۔ جو غیر احمدیوں کی بیجا خوشامد کے لئے خود بخود ان کے جنازہ پڑھنے کے خواہشمند ہیں۔ حالانکہ وہ نہ انہیں اپنی نماز جنازہ کے لئے بلانا پسند کرتے ہیں۔ نہ ہی ان کی شمولیت انہیں خوش لگتی ہے نہ ہی وہ انہیں اپنا امام بنانا چاہتے ہیں۔ نہ ہی وہ ان کی نماز پڑھنے کے احسان کے لئے خواستگار ہوتے ہیں۔ بس اس صورت میں بھی اگر ایسے لوگ جو اپنے تئیں احمدی کہلا کر غیر احمدیوں کے جنازہ کے لئے اپنے احمدی بھائیوں سے بگڑ رہے ہیں۔ بجائے اسکے کہ ان غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھ کر ان کے جنازہ پڑھنے کے لئے بیجا حیلے تراشے جائیں کیوں ان نام کے احمدیوں کو ہی ان کے ان حالات ردیہ کی وجہ سے غیر احمدیوں میں شامل نہ سمجھا جائے۔

افسوس کہ آنحضرت تو ایک ایسے منافق کا جنازہ پڑھیں جو آپ کے لشکر میں ملا جلا تھا۔ اور جس کا اس خطرناک معرکہ کے وقت میں آپ کے لشکر میں ملا جلا رہنا صاف طور سے اسکے متعلق تصدیق کے معنوں میں حسن ظنی کے لئے مجبور کرتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے آپ کو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد آیندہ کے لئے ایسے لوگوں پر نماز جنازہ پڑھنے سے ولا تصل علی احد منھم مات ابدا کے ارشاد واجب الانقیاد کے ذریعہ سے منع کیا جاتا ہے۔ پس جب منافقوں کا جنازہ اس صورت میں جبکہ ان کا نفاق ثابت ہو جائے۔ پڑھنا ممنوع ہے۔ تو کافروں کا جنازہ پڑھنا اور اس کے لئے اپنی شرارت نفس سے حیلہ تراشتے پھرنا کسی مومن انسان کا کام نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی سچا مسلمان اس کو پسند کر سکتا ہے۔

خطبہ جمعہ

خلفاء کی سچّے دل سے اطاعت کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۲۹ رجون ۱۹۱۷ء)

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکٰفرین عذاب الیمۃ ما یود الذین کفروا من اھل الکتٰب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم واللہ یختص برحمتہٖ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ط (پ۲۔)

بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے کلام اور اپنی تحریر پر قابو نہیں رکھتے حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ صوفیاء کا قول ہے الطریقۃ کلھا ادب تو جب تک انسان اپنے قول اور تحریر پر قابو نہیں رکھتا اور نہیں جانتا کہ اس کی زبان اور قلم سے کیا نکل رہا ہے وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں وہ تو حیوان سے بھی بدتر ہے کیونکہ جانور بھی خطرہ کی جگہوں سے بچتا ہے لیکن یہ انسان آل اندیشی سے ہرگز کام نہیں لیتا جانور کو کسی خطرہ کی جگہ مثلاً غار کی طرف کھینچیں تو وہ ہرگز ادھر نہیں جائیگا مولوی رومی صاحب نے اپنی مثنوی میں ایک مثال لکھی ہے۔ کہ ایک چوہا ایک اونٹ کو جس طرف وہ اونٹ جا رہا تھا۔ ادہر ہی اس کی نکیل پکڑ کرلے چلا لیکن جب راستہ میں ندی آئی تو اونٹ نے اپنا رُخ پھیر لیا اب چوہا ادہر گھسٹتا ہوا چلنے لگا۔ جدہر اونٹ جا رہا تھا تو ایک چوہا بھی ایک اونٹ کو جہاں خطرہ نہو لیجا سکتا ہے مگر جہاں خطرہ ہو وہاں چوہا تو کیا ایک طاقتور آدمی بھی اونٹ کو نہیں لیجا سکتا۔

یا شکرے اور باز جس وقت آتے ہیں تو جانور درختوں میں اس طرح دبک کر بیٹھتے ہیں گویا وہاں کوئی جانور ہے ہی نہیں مگر انسانوں میں ایک ایسی جماعت ہے جو بات کہتی ہے اور نہیں سمجھتی کہ اسکا کیا مطلب ہے حالانکہ اکثر اوقات ذراسی غلطی خطرناک نتائج پیدا کر دیا کرتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مومنو! دو معنی والے لفظ رسول کے مقابلہ میں استعمال نہ کرو۔ ورنہ تمہارا ایمان ضائع ہو جائیگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ مومن تھے اسلئے فرمایا کہ تمہارا ایمان ضائع ہو جائے گا فرمایا کہ تم اگرچہ اسوقت مومن ہو لیکن اگر تم نے اپنی زبانوں پر قابو نہ رکھا تو یاد رکھو کہ تم تمہیں کافر بنا کے دکھ کے عذاب میں مبتلا کر کے ماریں گے مومن سے شروع کیا لیکن اس غلطی کے باعث کفر پر انجام ہوا پس انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قول کا نگران ہو۔ ورنہ ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ زبان سے تو اقرار کرتے ہیں اور تحریر و تقریر میں خلیفۃ المسیح خلیفۃ المسیح لکھتے ہیں مگر جو حق اطاعت ہے اس سے بہت دُور ہیں زبانی خلیفۃ المسیح کہنا یا لکھنا کیا کچھ حقیقت رکھتا ہے بیچوں نے لفظ خلیفہ کے استخفاف اور ہنسی کے لئے نائیوں اور درزیوں تک کو خلیفہ کہنا شروع کر دیا لیکن کیا خلفاء ان لوگوں کی ہنسی سے ذلیل ہو گئے ہرگز نہیں لوگوں نے اس لفظ خلیفہ کو معمولی سمجھا ہے مگر خدا تعالےٰ کے نزدیک معمولی نہیں خدا نے ان کو بزرگی دی ہے اور کہا ہے کہ میں خلیفہ بناتا ہوں اور پھر فرمایا کہ من کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون۔ ان خلفاء کے انکار کا نام فسق ہے جو ان کا انکار کریگا وہ میری اطاعت سے باہر ہو گیا۔

پس لفظ خلیفہ کچھ نہیں لوگ نائی کو بھی خلیفہ کہتے ہیں مگر وہ خلفاء جو خدا کے مامورین کے جانشین ہوتے ہیں ان کا انکار اور ان پر ہنسی کوئی معمولی بات نہیں وہ مومن کو بھی فاسق بنا دیتی ہے پس یہ مت سمجھو کہ تمہارا اپنی زبانوں اور تحریروں کو قابو میں نہ رکھنا کوئی اچھے نتائج پیدا کریگا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کو اپنی جماعت سے علیحدہ کر دونگا۔ فاسق کے معنے ہیں کہ خدا سے کوئی تعلق نہیں، اسکو خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو انتظام ہو۔ جو شخص اسکی قدر نہیں کریگا اور جو انتظام ہو۔ جو شخص اسکی قدر نہیں کریگا اور اس انتظام پر خواہ مخواہ اعتراضات کریگا خواہ وہ مومن بھی ہو۔ اور جو اس کے متعلق بولتے وقت اپنے الفاظ کو نہیں دیکھیگا تو یاد رکھو کہ وہ کافر ہو کر مریگا۔ اس آیت میں رسول کریم مخاطب ہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا۔ مگر جن کے لئے ادب کا حکم ہوتا ہے وہ بھی اس آیت میں داخل ہیں جو خدا نے حضرت ابوبکر کو اس مقام پر کھڑا کیا تھا جو ادب کی جگہ تھی جس وقت اختلاف شروع ہوا۔ آپ نے کہا کہ میں اسوقت تک لوگوں سے لڑونگا خواہ تمام جہان میرے برخلاف ہو جائے جب تک یہ لوگ اگر ایک رسی بھی آنحضرت کو دیتے تھے نہیں دیں گے پس یہ مت سمجھو کہ حفظ مراتب نہ کرنا کوئی معمولی بات ہے اور کسی خاص شخص سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ خواہ دینی ہو یا دنیاوی خلافت جب ان کے لئے ادب کا حکم ہے سب کے لئے ضروری ہے کہ ان کا ادب کیا جائے کوئی شخص اگر بادشاہ کا ادب نہیں کریگا تو جانتے ہو وہ سزا سے بچ جائیگا؟

میں نے کئی دفعہ سنایا ہے کہ انشاء اللہ خان شاعر تھا۔ اور ہمیشہ اس امر کی کوشش کیا کرتا تھا کہ بادشاہ کی تعریف میں دوسروں سے بڑھکر بات کہے دربار میں بادشاہ کی تعریف ہونے لگی کسی نے کہا کہ ہمارے بادشاہ کیسے نجیب ہیں۔ انشاء اللہ خان نے فوراً کہا نجیب کیا۔ حضور تو انجب ہیں۔ اب انجب کے معنے زیادہ شریف کے ہیں اور ساتھ ہی لونڈی زادہ کے بھی اتفاق یہ ہوا۔ کہ بادشاہ تھا بھی لونڈی زادہ تمام دربار میں سناٹا چھا گیا اور سب کی توجہ لونڈی زادہ کے مفہوم کی طرف ہی پھر گئی۔ بادشاہ کے دل میں بھی یہ بات بیٹھ گئی اور انشاء اللہ خان کو قید کر دیا جہاں وہ پاگل ہو کر مر گیا۔

پس زبان سے محض خلیفۃ المسیح خلیفۃ المسیح کہنا

کچھ نہیں مجھے آج ہی ایک خط آیا ہے جس میں اس خط کا لکھنے والا لکھتا ہے کہ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ہمیں غریب سمجھکر ہمارے خلاف کیا ہے اب اگر فی الواقعہ ایسی ہی بات ہو کہ کوئی شخص فیصلوں میں درجوں کا خیال رکھے تو وہ تو اول درجہ کا شیطان اور خبیث ہے چہ جائیکہ اسکو خلیفہ کہا جائے دیکھو میں نے ان لوگوں کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی جو میرے خیال میں سلسلہ کے دشمن تھے پس میں کسی انسان کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ خواہ سب کے سب مجھ سے علیحدہ ہو جائیں کیونکہ مجھکو کسی انسان نے خلیفہ نہیں بنایا بلکہ خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے اگر کوئی انسان ہی حفاظت میں آئے تو انسان اسکی کچھ حفاظت نہیں کر سکتا۔ خدا ایسے شخص کو ایسے امراض میں مبتلا کر سکتا ہے جنمیں پڑکر بری طرح جان دے۔

میں اس خلافت کو جو کسی انسان کی طرف سے ہو لعنت سمجھتا ہوں۔ نہ مجھے اس کی پرواہ ہے کہ مجھے کوئی خلیفۃ المسیح کہے۔ میں تو اس خلافت کا قائل ہوں جو خدا کی طرف سے ملے۔ بندوں کی دی ہوئی خلافت میرے نزدیک ایک ذرہ کے بھی برابر قدر نہیں رکھتی۔ مجھے کہا گیا ہے کہ میں انصاف نہیں کرتا۔ غریبوں کی خبر گیری نہیں کرتا پس اگر میں عادل نہیں ہوں تو میرے ساتھ کیوں تعلق رکھتا ہے جو عدل نہیں کرتا وہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا ایسے لوگوں کا مجھے کوئی نقصان نہیں مجھے تو اس سے بھی زیادہ لکھا گیا ہے قاتل مجھکو کہا گیا۔ سلسلہ کو مٹانے والا غاصب اور اسی قسم کے اور برے الفاظ سے مجھکو مخاطب کیا گیا ہے پس اسکے مقابلہ میں تو یہ کچھ بھی نہیں۔

ہر ایک وہ شخص جو مقدمہ کرتا ہے وہ اپنے تئیں ہی حق پر سمجھتا ہے لیکن عدالت جو فیصلہ کرتی ہے اسکو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فی ما شجر بینھم۔ جب تک یہ لوگ کامل طور پر تیرے فیصلوں کو نہ مان لیں یہ مومن ہو ہی نہیں سکتے۔ جب لوگوں کو عدالتوں کے فیصلوں کو ماننا پڑتا ہے تو خدا کی طرف سے مقرر شدہ خلفاء کے فیصلوں کا انکار کیوں اگر دنیاوی عدالتیں سزا دے سکتی ہیں تو کیا خدا نہیں دے سکتا خدا کی طرف سے فیصلہ کرنیوالے کے ہاتھ میں تلوار ہے مگر وہ نظر نہیں آتی اسکی کاٹ ایسی ہے کہ وہ دور تک صفایا کر دیتی ہے دنیاوی حکومتوں کا تعلق صرف یہاں تک ہے مگر خدا وہ ہے جس کا آخرۃ میں بھی تعلق ہے۔ خدا کی سزا گو نظر نہ آئے مگر حقیقت میں بہت سخت ہے اپنی تحریروں اور تقریروں کو اپنے قابو میں لاؤ۔ اگر تم خدا کی قائم کی ہوئی خلافت پر اعتراض کرنیسے باز نہیں آؤ گے۔ تو خدا تمہیں بغیر سزا کے نہیں چھوڑیگا جہاں تمہاری نظر بھی نہیں جا سکتی وہاں خدا کا ہاتھ پڑتا ہے۔

اللہ تعالے تمہیں فہم دے اپنے آپکو اور اس شخص کے درجہ کو جو تمہارے لئے کھڑا کیا گیا ہے پہچانو کسی شخص کی عزت اس شخص کے لحاظ سے نہیں ہوا کرتی آنحضرت کی عظمت اسلئے نہیں کہ آپ عرب کے باشندہ تھے اور عبد اللہ کے بیٹے تھے بلکہ اس درجہ کے لحاظ سے ہے جو خدا نے آپکو دیا تھا۔ اسی طرح میں ایک انسان ہوں اور کوئی چیز نہیں۔ مگر خدا نے جس مقام پر مجھکو کھڑا کیا ہے اگر تم ایسی باتوں سے نہیں رکو گے تو خدا کی گرفت سے نہیں بچ سکتے بعض باتیں معمولی ہوتی ہیں۔ مگر خدا کے نزدیک بڑی ہوتی ہیں خدا تعالے تم کو سمجھ دے۔ آمین

تبلیغ انگلستان

سلطنت برطانیہ کا انصاف

معاملات مذہبی میں گورنمنٹ برطانیہ کی بے تعصبی صرف ہندوستان میں نہیں بلکہ یہاں بھی جو خود ایک عیسائی ملک ہے گورنمنٹ بلحاظ حاکم ہونے کے سب کو ایک جیسا دیکھتی ہے ایک شخص نے جو یہاں عیسائیت سے بیزار تھا اپنی وصیت میں اپنی جائداد ایک ایسی انجمن کو دیدی ہے جس کا کام ہی یہاں یہ ہے کہ وہ ادیان عیسائی مذہب کی مخالفت کرتی رہے شخص مذکور کے مرنے پر اسکے ورثاء نے عدالت میں مقدمہ کیا کہ یہ ایک عیسائی ملک ہے اور ہمارا قانون عیسائی قانون ہے اسواسطے ایسی وصیت جائز نہیں ہو سکتی جس سے ایک جائداد عیسائیت کی مخالفت میں صرف ہو۔ فاضل جج نے فیصلہ دیا کہ قانون ہر ایک سوسائٹی اور انجمن کو جو باضابطہ ہو۔ جائز قرار دیتا ہے اسواسطے اسکے حق میں وصیت ہو سکتی ہے دعوےٰ خارج ہو گیا لیکن مدعیان نے آگے اپیل کی اور معاملہ پریوی کونسل تک پہنچ گیا۔ جہاں آخری حکم میں بھی فاضل جج کا فیصلہ قائم رہا۔ اور جائداد دشمنان عیسویت کو مل گئی انصاف ہو تو ایسا ہی ہو۔ شاباش اے سلطنت برطانیہ خدا تجھے اور تیرے انصاف کو قائم رکھے۔

قبول اسلام

ایک صاحب جنکا نام مسٹر جیمز بیری ہے مشرف باسلام ہوئے اور ان کا نام اسلامی یعقوب رکھا گیا ہے درخواست بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بھیجی گئی ہے اور تین شخصوں نے نبوت حضرت خاتم النبیین و نبوت حضرت احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریری تصدیق کی مصدقین کے متعلق میں مفصل اپنے گذشتہ ہفتہ کے خط میں لکھ چکا ہوں ایک فرانسیسی پادری صاحب جنکی ملاقات فرانس کے ایک ہوٹل میں ہوئی تھی اور میں نے انہیں اشاروں سے وفات مسیح ناصری سمجھائی تھی اور تبلیغ کی تھی اور یہاں آکر ان کو ایک فرانسیسی کتاب روانہ کی تھی۔ ان کا خط آیا ہے انہوں نے مسلمانوں کی سنجیدگی اور اخلاص کی تعریف کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں مزید ترقی دے۔ (باقی آئندہ)

ضرورت نکاح

ایک احمدی زمیندار جٹ سندھو اکتیس بیگہ زمین چاہی کا مالک ۳۰ سالہ نکاح کا خواہشمند ہے۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ خط و کتابت جناب مولوی امام الدین صاحب گولیکی (گجرات) کے پتہ پر ہو۔

۱۶
باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا